عبدالوہاب منگریو
ایسوسیئیٹ پروفیسر، لاڑکانہ کیڈٹ

# سندھی معاشرے میں بچوں کی پیدائش کی رسومات کا شرعی جائزہ

## Abstract

If we put old civilization on broad perspective, we find an apparent impact of old civilization on Muslim Society of Sindh. We may know that many people and various nations from different areas and countries as Arian, Burdon, Buddhist, Greek, Persian, and Christen came in Sindh and most of them settled here and remaining left, but their cultures, traditions were adopted here. For example, from birth to death of child what ever the trends and traditions used to be of even Non-Muslims have become integrated part of their basic trends. This includes the birth of first child at grand maternal family, different treatment between son and daughter, charity meal, head shave, selection name. Superstitious approach like a placing of iron rod close to pillow of newly born baby and to pregnant woman and so on. Thus whatever Muslims adopts today, are undoubtedly traditions of Hindus (Non- Muslims). So, almost every tradition is borrowed by Hindus. However, there are so many traditions based on Shariah, but are entertained in wrong direction, which is liable to be reset. For example, Aqeeqa, Circumcision etc.

The most adequate reasons of similarity in traditions of Hindus and Muslims are their unchanged style of living, language and participation of both the groups in their different cultural and religious traditions. Now, the great matter of conflict/ controversy among the Muslims is whether they deliberately neglect religions activities or avoid entertaining them owing to having their personal interests.

So, it is need to finish all Un-Islamic traditions and Practices and set the Islamic injunctions so as to establish pure Islamic Society.

**کلیدی الفاظ:**

رسوم، دیئم، چھٹھی، چھلے، جھنڈ، چگ، تخنیک، عقیقہ، ختنہ، ڈکو، گھور، طھر، پاٹ، سُتی

## مقدمہ

سندھی معاشرے میں بچوں کی پیدائش کے موقع پر متعدد رسومات ہیں۔ ویسے تو یہ رسومات علاقائی کلچر کا حصہ ہیں لیکن دوسری طرف ان رسومات کو مذہبی رنگ بھی دیا جاتا ہے۔ شریعت کی روح سے دیکھا جائے تو ان میں سے زیادہ تر کا مذہب سے تعلق نہیں بلکہ توہم پرستی کے شکار ہو کر ان کو مذہب کا رنگ دیا گیا ہے۔ ان رسومات میں ویئم، چھٹھی، تخنیک، چگ قابل ذکر ہیں۔ ن میں سے کچھ رسومات ایسی ہیں جن کا تعلق صرف سندھی معاشرے تک محدود نہیں بلکہ دیگر علاقوں میں بھی یہ رسومات پائی جاتی ہیں لیکن وہی پر کچھ ایسی منفرد رسومات بھی ہیں جو صرف سندھی معاشرے میں پائی جاتی ہیں۔ گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ ان رسومات میں بھی کافی جدت آئی ہے۔ تاریخی اعتبار سے ان میں سے بعض رسومات صدیوں سے اس معاشرے میں چلی آرہی ہیں۔

ان رسومات کے پس منظر کو سمجھے بغیر ان کو صحیح وغلط کہنا مناسب ہو گا۔ کلی طور پر ان کو توہم پرستی کا نام دے کر زیر عتاب لانے کے بجائے ان میں اس طرح جدت پسندی لانے کی ضرورت ہے کہ یہ رسومات بھی زندہ رہیں ساتھ ان رسومات کے نام سے توہم پرستی سے بھی چھٹکارہ حاصل کیا جاسکے۔ چنانچہ مقالہ ہذا میں فرداً فرداً ان کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

### ا۔ ویئم

سندھی معاشرے میں عورت کے ویئم کو "ہاتھ پاؤں اترنا" کہتے ہیں۔ ڈاکٹر نبی بخش خان عورت کے ویئم کے متعلق بتاتے ہیں۔" عورت کے ویئم کے وقت دایا بادشاہ پیر اور بی بی کی منت مانیں گی، پھر اپنے دوپٹہ کی گرہ لگائے گی اور ویئم کرائے گی۔ بادشاہ پیر اور بی بی کے لئے میٹھی موٹی روٹی منت مانے گی، جس کو روٹ کہا جاتا ہے۔ اس روٹ پکانے کے لئے پہلے کنواری لڑکیاں آٹا پیسیں گی، ان لڑکیوں کے پاس کوئی بھی مرد نہیں جائے گا اور نہ ہی اس روٹ پر کسی مرد کی نظر پڑے، روٹی پکا کر گھی اور چینی ڈال کر کٹی بنائیں گی۔ پھر وضو کر کے ایک کونے میں حلقہ بنا کر گھٹنہ گھٹنے سے ملا کر بی بی صاحبہ کو ختمہ دیں گی۔"(1)

چنانچہ ویئم سے منسلک دیگر اور رسومات بھی ادا کی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ عورت کو بتیس دواؤں کا مرکب پلایا جاتا ہے جو چالیس دنوں تک چلتا ہے، یہ ایسی جگہ رکھا جاتا ہے، جہاں کسی مرد کی اس پر نظر نہ پڑے۔

۲۔ ویئم والی عورت کو دایا کم از کم ایک ہفتہ تک ایک خاص طریقے سے مالش کرتی ہے۔

۳۔ ویئم کے ساتویں دن عورت اپنے سر پر پانی پھینکتی ہے، پھر بچے کی چھٹھی کی جاتی ہے، اس کو سندھی زبان میں (چھلہ) کہتے ہیں۔

۴۔ دایا کو اس عورت کے اترے ہوئے کپڑے دیئے جاتے ہیں نیز نقد رقم بھی دی جاتی ہے۔

۵۔ ویئم والے گھر میں دوسری عورتیں اس وقت تک نہیں نہاتیں جب تک اس عورت کے "چھلے" کی رسم پوری نہ ہو۔

٦۔ ویئم کے وقت دوسری حاملہ عورت کو نہیں آنے دیا جاتا، کیونکہ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پھر اسے بیٹی پیدا ہوگی اور اسے بیٹا۔

۷۔ گھر میں کسی بھی مرد کو نہیں آنے دیا جاتا۔

۸۔ ویئم کے وقت گھر کے سارے برتن خالی کر دیے جاتے ہیں۔

۹۔ ویئم کے وقت کوئی مرد اس جگہ سے دوسری جگہ سفر نہیں کر سکتا۔

یہ وہ رسوم ہیں جو مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں، چنانچہ یہ ایسی رسوم اور توہمات ہیں جن کا شریعت میں کوئی جواز نہیں۔ ان رسومات کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اسلام سے قبل اقوام میں یہ رسومات پائی جاتی تھی ،اسی کا ایک تسلسل ہے۔ اس کو اسلام کا رنگ دینا قطعاً صحیح نہیں ہے۔

### ۲۔ پہلے بچے کی پیدائش ننھیال میں ہونا

سندھی معاشرے میں یہ رسم ہے کہ پہلا بچہ اپنے ننھیال میں ہی پیدا ہو، چنانچہ دیہات میں تو اب تک اس پر عمل ہو رہا ہے لیکن شہروں میں کافی کم ہو گیا ہے۔ بچے کی پیدائش سے پہلے اگرچہ عورت سفر کے قابل نہیں ہوتی اور اسے کوئی نقصان بھی ہو سکتا ہے، تاہم اس کے باوجود لازمی طور پر اسے والدین زبردستی اپنے گھر لے جاتے ہیں اور اس کے اخراجات والدین ہی برداشت کرتے ہیں، اگرچہ ان اخراجات کی استطاعت

لڑکی کے والدین نہ ہی رکھ سکتے ہوں لیکن معاشرے کے ڈر اور طعنوں سے مجبور ہوتے ہیں، نیز ان کا یقین ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو معاشرے میں ایک تو بدنامی ہو گی دوسرا وہ اسے نحوست تصور کرتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ "یہ ضروریات زمانہ سے سمجھا جاتا ہے کہ حتی الامکان پہلا بچہ باپ کے گھر ہونا چاہئے، جس میں بعض اوقات جب وہ عورت سسرال میں موجود ہو، قریب زمانہ میں باپ کے گھر بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ آیا یہ سفر کے قابل بھی ہے یا نہیں، جس سے بعض اوقات کوئی بیماری لگ جاتی ہے، حمل کو نقصان پہنچتا ہے، مزاج میں ایسا تغیر پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ اہل تجربہ کا قول ہے کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بد احتیاطیوں سے ہوتی ہیں، غرض دو جانوں کا اس میں نقصان پیش آتا ہے۔"(2)

نانچہ لڑکی کو اس کے والدین ساتویں یا نویں مہینے اپنے گھر لے جاتے ہیں، آٹھویں مہینے میں نہیں لے جاتے، کیونکہ اس مہینے کو ''اَٹھو مَٹھو'' (آٹھواں مہینہ منحوس) سمجھتے ہیں۔ اگر اس عمل کو باقاعدہ پابندی کے ساتھ ایک رسم کی بناء پر کیا جائے تو غیر شرعی ہو گی۔ لیکن اگر بعض حالات کی بناء پر بغیر کسی شرط، رسم اور پابندی کے کیا جائے تو پر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

### ۳۔ بیٹا اور بیٹی کی پیدائش میں فرق

بیٹا اور بیٹی کی پیدائش میں بڑا فرق رکھا جاتا ہے، چنانچہ بیٹا کی پیدائش کی رسومات دھوم دھام سے اور خوشی کے ساتھ منائی جاتی ہیں جب کہ بیٹی کی پیدائش کو نحوست سمجھا جاتا ہے اور یہ نحوست عورت کی طرف منسوب کی جاتی ہے، نیز اڑوس پڑوس کی عورتیں بھی اسے طعنے دینے لگتی ہیں، جس کی وجہ سے ماں پھر اس معصوم اور بے زبان کو ساری عمر طعنے دیتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر پہلی بیٹی کے بعد دوسری بھی بیٹی پیدا ہو جائے تو دوسری بیٹی کا طعنہ بھی پہلی ہی بچی کو ملتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس کیفیت کو ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اس طرح بیان کرتے ہیں۔" بچی کی پیدائش کی حالت میں عورت کی "اور نال" گھر ہی میں دفن کرتے ہیں، تاکہ وہ اسی گھر میں رہے اور بیٹا کی باہر کہیں دفن کرتے ہیں تاکہ وہ بڑا ہو کر گھومے پھرے۔"(3)

بچے کی پیدائش پر پہلے ہی دن مٹھائی یا شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، جب کہ بچی کی پیدائش پر ایسا انتظام تو کجا اس کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کہتے ہیں۔ "بیٹے کی پیدائش پر عورتیں "پیٹے کی چُوری" بناتی ہیں، ساری رشتہ دار عورتیں جمع ہوتی ہیں، پھر گاتی ہیں، آخر میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتی ہیں۔ اس کے بعد ایک رشتہ دار اٹھ کر وہ چُوری تقسیم کرتی ہے اور پھر مٹھائی بھی بانٹ دیتی ہے۔"(4)

اسلام میں اس طرح کی توہم پرستی پر مبنی رسومات کی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "یھب لمن یّشآء اناثا و یھب لمن یشآء الذکور" وہ (اللہ) جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے عطا فرماتا ہے۔"(5)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی کی عطا اللہ تعالیٰ کی مرضی، حکمت اور مصلحت کی بناء پر ہے، اس لئے اس کی رضا پر راضی ہونا ضروری ہے۔

نیز دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ''واذابشواحدھم بالا نثٰی ظلّ وجھہ مسودًّاوھوا کظیم ٥یتواریٰ من القوم من سوءِمابشّربہ "(6)

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے اور جس چیز کی اسے خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہو اور وہ اس کو صبر و تحمل سے انجام دے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ مفتی عبد الرؤف سکھروی نقل کرتے ہیں۔ " کبھی بھی کوئی باپ اپنی زبان سے یا کوئی ماں اپنے اختیارات اور طرزِ عمل سے ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے بچوں کو اندازہ ہو کہ ماں باپ کو فلاں سے زیادہ محبت ہے اور فلاں سے کم محبت ہے ایسا نہ کریں، اگر ماں باپ ایسا کریں گے تو یہ ناانصافی ہو گی اور قیامت کے دن اس پر پکڑ ہو گی۔۔۔ماں باپ اگر زندگی میں اولاد کے درمیان پیسے تقسیم کر کے یا کپڑا تقسیم کریں یا کھانے پینے کی کوئی چیز تقسیم کریں تو اس میں برابری کرنا ضروری ہے اور لڑکی کو بھی اتنا دیں جتنا لڑکے کو دیں۔"(7)

ان تعلیمات اسلامی سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے اور بچی کی پیدائش میں کوئی فرق نہ سمجھا جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پر خوش و راضی ہو کر گناہ سے بچا جائیں، دونوں میں تفریق نہ کی جائے، نحوست نہ لی

جائے، غیروں کی روش اختیار نہ کی جائے، بلکہ شرعی طور پر دونوں کے حقوق یکساں ادا کئے جائیں۔

**۴۔ بچے کے کان میں آذان و اقامت دینا**

بچے یا بچی کی پیدائش کے بعد اسی دن اسے نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ عام طور پر یہ رسم قریبی امام مسجد سے ادا کرائی جاتی ہے یا پھر خاندان کے کسی بزرگ سے بھی ادا کرائی جاتی ہے، نیز آذان و اقامت کے بعد وہ اس بچے یا بچی کے لئے دعائیں بھی کرتا ہے۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ شرعی طور پر اس عمل کے بجالانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ بعض روایات کے مطابق یہ عمل سنتِ پیغمبر ﷺ سے ثابت ہو جاتا ہے۔ حضرت امام حسن بن علیؑ کی جب پیدائش ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں آذان دی۔ اس کی مثال اس حدیث میں موجود ہے۔ "عن عبید اللّٰہ بن ابی رافع عن ابیہ قال رأیت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم اذّن فی اذن الحسن بن علیؑ حسین ولدتہ فاطمۃ بالصّلوٰۃ۔ حضرت عبید اللہ بن رافع اپنے والد ابو رافع سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن بن علیؑ کے کان میں جب وہ حضرت فاطمہ الزہراؑ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے، نماز کی آذان جیسی آذان کہی۔"(8) چنانچہ آذان و اقامت کا صحیح طریقہ علماء کرام نے اس طرح بیان کیا ہے۔ بچے کو گود میں لے کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت بالکل آہستہ آواز میں دی جائے۔ امام نووی اپنی کتاب ''الرّوضہ'' میں لکھا ہے کہ بچے کے کان میں یہ الفاظ کہنا بھی مستحب ہے۔ ''انّی اعیذھا بک و ذرّیتھا من الشّیطٰن الرّجیم''میں شیطان مردود اور اس کی نسل سے آپ (اللہ) کی پناہ میں آتا ہوں۔

**۵۔ تحنیک (گھٹی)**

اس کا مطلب ہے بیٹے یا بیٹی کی پیدائش کے بعد اس خاندان یا معاشرے کا نیک فرد اپنے منہ میں کوئی میٹھی چیز ڈال کر پھر بچے کے منہ میں اس کی زبان کے نیچے تھوڑی دیر رکھ دے۔ یہ رسم اگرچہ سندھ کے دیہاتوں میں شاذونادر ہے، لیکن شہروں میں اس کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔

اسلام میں تحنیک بعض روایات سے ثابت ہوتی ہے۔ جیسے کہ ایک مشہور حدیث ہے۔ ''عن عائشۃ قالت اَتی النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم بصبّی یحنّکہ' فبال علیہ فاتبعہ الماء۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا تو آپ نے اس کی تحنیک فرمائی، بچہ نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا تو آپ نے اس کے اوپر پانی بہادیا۔"(9) اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ثابت ہو رہا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسے سنت سمجھ کر عمل کیا جائے لیکن یہ بات مد نظر رہنی چاہئے کہ اس میں دوسری خرافات اور بدعات شامل نہ کی جائیں۔

**۶۔ چھٹھی**

بیٹے یا بیٹی کی پیدائش کے چھٹے دن بعد ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے، نیز چند رسومات بھی ادا کی جاتی ہیں، چونکہ یہ چھٹے روز ادا کی جاتی ہیں، اس لئے اسے "چھٹھی" کہتے ہیں۔ سندھی معاشرے کے دیہاتوں میں اس رسم کا خاص رواج ہے، تاہم شہروں میں بھی سندھی قوم اسے مناتی ہے۔ چھٹھی کی کئی ساری رسومات ادا کی جاتی ہیں، جو اس طرح ہیں۔

**ا۔ دھاگہ لپیٹنا:** بچے اور ماں کی چارپائی کے چاروں طرف، چارپائی کے پائیوں میں لکڑیاں گاڑ کر دھاگہ لپیٹتے ہیں، سات پھیروں کے بعد ایک عورت آیت الکرسی پڑھتی ہے اور چارپائی پر دم کرتی ہے، اس سے تصور کیا جاتا ہے کہ اب اس کے بعد کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی، گویا یہ کوٹ ہے۔

**۲۔ مائی چھٹھی یا بی بی چھٹھی:** بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچے کی ولادت کے چھٹھی روز "مائی چھٹھی یا بی بی چھٹھی" آکر بچے کی قسمت لکھتی ہے، چنانچہ اس موقعہ پر بچے کو نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں، ہاتھ پاؤں میں دھاگے باندھے جاتے ہیں، ہاتھ کی کلائی میں گانو (ایک دھاگہ) باندھتے ہیں، گلے میں چاندی، چھلہ اور منیا کا ہار ڈالتی ہے، پھر ڈھکنی میں دودھ بھر کر بچے کے سرہانے پر رکھتی ہیں اور کہتی ہیں نصیبوں والی مائی اچھا نصیب لکھنا۔

۳۔ بعض لوگ اناج کے ساتھ تول کر خیرات کر دیتے ہیں۔

۴۔ ساری رات عورتیں گیت گاتی ہیں، ڈھول بجاتی ہیں، مٹھائی تقسیم کرتی ہیں۔

چنانچہ اس رسم کو ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے اس طرح بیان کیا ہے۔" چھٹھی کی رات میٹھا بھت (چاول) پکا کر اڑوس پڑوس کی مدعو خواتین کو کھلاتے ہیں، نیز گاؤں کے دوسرے گھروں میں بھی بھیجتے ہیں، وہاں سے پھر اس کے بدلے کچھ اناج ملتا ہے جو دایا کو دیتے ہیں۔"(10)

آج کل کہیں کہیں اس رسم میں تبدیلیاں بھی ہیں، چنانچہ ایک دوسرے کو مٹھائی بھیجی جاتی ہے، پھر اس کے بدلے کپڑوں، کھلونوں اور نقدی رقم کی شکل میں تحفے تحائف بھیجے جاتے ہیں۔

**7۔عقیقہ**

عقیقہ عربی زبان کا لفظ ہے اور عَقٌّ سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں ''چیرنا، پھاڑنا'' اصطلاح میں عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کے سر پر ہوتے ہیں، چونکہ یہ ساتویں دن مونڈے جاتے ہیں، نیز وہ بکری جو بچے کے سر مونڈتے وقت ذبح کی جاتی ہے اس وقت اور اس عمل کو ''عقیقہ'' کہتے ہیں۔"سندھی معاشرے میں عقیقہ کی رسم ساتویں دن کی جاتی ہے اور سر کے بال بھی اسی دن منڈوائے جاتے ہیں، بیٹی کی پیدائش پر دو تین دیگچے پکا کر رشتہ داروں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور بچوں کو بھی کھلائے جاتے ہیں، البتہ بیٹے کی پیدائش کا عقیقہ دھوم دھام سے کرتے ہیں، اس موقعہ پر مر دوزن اکٹھے ہوتے ہیں اور بڑا جانور ذبح کیا جاتا ہے، بکری یا بھیڑ ذبح کرتے ہیں، اڑوس پڑوس کے لوگوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے، سوالی اور فقیر بھی آجاتے ہیں اور گاتے بجاتے بھی ہیں، بچے کا باپ انہیں نقد رقم یا بکری وغیرہ دے کر خوش کرتا ہے۔"(11)

''عن سلمان بن عامر الضّبیّ قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم یقول مع الغلام عقیقۃ فاھر یقوا عنہ دماً وامیطوا عنہ الاذیٰ۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر پیدا ہونے والے لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، سو اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے ایذاء کو دور کرو۔"(12)

اس حدیث سے صرف بیٹے کے لئے عقیقہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن ایک دوسری حدیث میں بیٹے اور بیٹی دونوں کے عقیقہ کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔''عن سباع بن ثابت بن سباع اخبرہ انّ امّ کرز اخبرتہ' انّھا سالت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم عن العقیقۃ فقال عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ واحدۃ لا یضرّکم ذکراناً کنّ امّ اناثاً۔ حضرت سباع بن ثابت سے روایت ہے محمد بن ثابت بن سباع نے امّ کرز سے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، ان کا نر یا مادہ ہونا کچھ نقصان نہیں دیتا۔(13)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی کے عقیقہ میں ایک اور دو بکریوں کا فرق ضرور ہے، لیکن اس فرق کو نحوست تک لے لیا جائے کہ پھر حق تلفی تک مسئلہ پہنچ جائے۔ یہ بات شریعت اور عقل دونوں کے نزدیک درست نہیں ہے البتہ عقیقہ نام ونمود کے لئے نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کو تحفے تحائف دینے اور لینے پر مجبور کیا جائے۔ نیز حسب استطاعت کیا جائے اگر گنجائش نہ ہو تو پھر اس کی پابندی ضروری نہیں۔ عقیقہ امام احمد بن حنبل کی ایک رائے کے مطابق واجب ہے، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک سنت اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک مستحب ہے۔ عقیقہ کے جانور کی کیا شرائط ہوں اور اس کا گوشت کو کیسے اور کن کو کھلایا جائے ان تمام مسائل اور اس کے احکام کو مفتیان دین نے بیان کیا ہے۔ تفصیلات کی طرف شرعی احکامات پر مشتمل کتب کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ مفتی ثناء اللہ عقیقہ کے جانور کے متعلق فرماتے ہیں۔ "عقیقہ ان جانوروں کا جائز ہے جن کی قربانی کرنا جائز ہے، نیز بڑے جانور میں حصے بھی کئے جاسکتے ہیں۔"(14)

لہذا معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ حسب استطاعت کیا جائے تو مسنون ہے، نیز بچے اور بچی دونوں کی پیدائش پر خوشی کی جائے۔

**8۔ جھنڈ:** بچے یا بچی کی پیدائس کے ہفتہ بعد اس کے سر کے بالوں کو منڈوانے کو ''جھنڈ'' کہتے ہیں، یہ بال گاؤں میں کوئی خاندانی نائی آکر مونڈتا ہے، البتہ شہروں میں کسی بھی نائی سے منڈوائے جاتے ہیں۔ جھنڈ اتر واتے وقت مختلف رسوم ادا کی جاتی ہیں جو اس طرح ہیں۔

(i) جھنڈ کے بال مٹی میں کسی ایسی جگہ دفن کئے جاتے ہیں، جہاں ان کے اوپر سے لوگوں کا گزر نہ ہو۔

(ii) جھنڈ کے بعد کچھ صدقہ نکال لیا جاتا ہے۔

(iii) بچے کے عزیز واقارب اور دوست واحباب کچھ نقد رقم دیتے ہیں جسے ''گھور'' کہتے ہیں، یہ اس نائی (حجام) کو دیئے جاتے ہیں۔

(iv) اکثر پہلے بیٹے کی ''جھنڈ'' اس کی والدہ، نانی، دادی یا خالہ کسی بزرگ کے مزار پر جاکر اترواتی ہے، کیونکہ پہلے ہی سے منت مانی ہوئی ہوتی ہے۔

(v) جھنڈ اتر واتے وقت بچے کا رخ قبلہ کی طرف کیا جاتا ہے۔

(vi) بچے کی قمیض نائی کو دی جاتی ہے۔

(vii) جھنڈ والے بچے، نہ اکیلا چھوڑنا ہوتا ہے اور نہ ہی باہر نکالنے کا رواج ہے۔

(viii) جھنڈ اتروانے کے لئے منت ماننے کی بنا پر جب بزرگ کے مزار پر جانا ہوتا ہے تو یہ تصور کیا ہے کہ بغیر نذر و نیاز کے جانا غلط ہے، اس لئے یا تو کوئی بکرا لے جاتے ہیں، جو وہاں ذبح کیا جاتا ہے یا پھر کوئی دیگ پکوا کر لے جاتے ہیں۔ اس بزرگ یا ولی کی منت بچے کی پیدائش سے پہلے کس طرح مانی جاتی ہے، اس رسم کو ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ " جن عورتوں کو بچہ نہیں ہوتا تو کسی پیر کی منت مانتی ہیں اور کہتی ہیں "اے پیر! بیٹا دے یا خدا اسے دلا دے تو نر کا نر دوں گی۔(15) جس کا مطلب ہوتا ہے کہ دنبہ یا بھینسا دے گی، بعض عورتیں بچے کی "جھنڈ، چگ، چوٹی یا جانور کی منت مانتی ہیں اور پھر وہ پیر کے نام پر چھوڑ دیتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کہ بال اتروانے میں کتنی ساری غیر شرعی رسوم ہیں، یہاں تک کہ شرکیہ رسوم بھی رائج ہو گئی ہیں، لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ بال تو کٹوائے جائیں اور ہفتے کے بعد کٹوانا عقیقہ کے حوالے سے شریعت میں ہے، البتہ باقی رسومات دین میں کہیں بھی نہیں، چنانچہ ان سے بچا جائے۔

### ۹۔ نام رکھنا

سندھی معاشرے میں یہ رسم و رواج ہے کہ بیٹے یا بیٹی کی پیدائش سے پہلے ہی دونوں صورتوں میں کہ بیٹا پیدا ہو یا بیٹی نام سوچ لیا جاتا ہے، چنانچہ پھر پیدا ہوتے ہی وہ نام مقرر کر لیا جاتا ہے، لیکن باقاعدہ اس نام کی منظوری چھٹھی کے وقت ہوتی ہے۔

جدید و قدیم اور دیہاتی ماحول سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ معاشرے میں عجیب عجیب نام رکھتے تھے یا رکھتے ہیں مثلاً (i) بعض شرکیہ نام رکھتے ہیں، نبی بخش، صنم، پیر بخش، رسول بخش، عبد النبی، عبد الرسول وغیرہ (ii) اس کے علاوہ کیڑوں مکوڑوں کے نام بھی رکھتے ہیں مثلاً ماکوڑو، ٹنڈو وغیرہ، (iii) درختوں کے نام بھی رکھتے

ہیں مثلاً کھبڑ، کانڈیرو، کرڑ، کنڈو، انب، توت، صوف، ڈاڑھون، اَکُ، گل، پھُل وغیرہ (iv) مختلف ذائقوں کے نام بھی رکھتے ہیں مثلاً کوڑو، مٹھو، مصری، پتاشو وغیرہ (v) مختلف دنوں کے نام بھی رکھتے ہیں، جن دن جو بچہ پیدا ہوا، اس دن کا اس پر نام رکھ دیا مثلاً سومر، خمیسو، جمعو، آچر وغیرہ (vi) مہینوں کے نام بھی رکھتے ہیں، جو بچہ جس مہینے میں پیدا ہوا، اس کا نام رکھ لیا۔ مثلاً محرم، صفر، رجب، شعبان، رمضان وغیرہ۔ لیکن آج کل میڈیا کی تیزی نے لوگوں کو اپنی روایات سے کنارہ کش کر لیا ہے لہٰذا اب زیادہ تر لوگ فلمی اداکاروں اور ہیروؤں کے نام بھی رکھ رہے ہیں۔

چنانچہ اسلامی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ نام اچھے رکھے جائیں اور برے نام نہ رکھے جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ناموں کے رکھنے کی نہ صرف ہدایت فرمائی بلکہ خود اچھے نام رکھے، اگر کسی کا برا نام تھا بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر دیا۔ ایسی مثالیں اور ہدایات ملاحظہ ہوں۔

''عن ابی ھریرۃ ان زینب کان اسمھا برّۃ فقیل تزکّی نفسھا فسمّٰی رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زینب'' ۱۶ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام برّہ تھا تو ان سے کہا گیا کہ تم اپنی پاکیزگی ظاہر کرتی ہو پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

دوسری حدیث ہے۔ ''عن ابن عمر انّ رسول اللہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم غیّر اسم عاصیۃ وقال انت جمیلۃ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاصیہ (گنہگار) نام بدل کر فرمایا تو جمیلہ ہے۔(17)

اس کے علاوہ اچھے نام رکھنے کی بھی ہدایت فرمائی۔ "عن ابن عمر عن النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم قال احبّ الاسمآء الی اللّٰہ عبداللّٰہ وعبدالرّحمٰن۔ حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی الہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن سب ناموں سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔(18) چنانچہ اچھے نام رکھے جائیں، اگر برے رکھے ہوئے ہوں تو بدل دیئے جائیں۔

**۱۰۔ تیل، سرمہ لگانا**

بچے کی پیدائش ہوتے ہی سندھی معاشرے میں ''تیل سرمہ'' کرنے کی رسم کی جاتی ہے، نیز اس کے ساتھ تین اور رسوم بھی ملالی جاتی ہیں، جن کی الگ الگ وضاحت اس طرح ہے۔

(i) تیل سرمہ: بچے کے سارے جسم کی تیل کے ساتھ روزانہ مالش کی جاتی ہے اور پھر اس کی آنکھوں میں کسی موٹی سلائی کے ساتھ سرمہ ڈالا جاتا ہے، تاکہ آنکھیں بڑی ہوں۔ یہ رسم تقریباً پہلے پانچ ماہ تک چلتی ہے۔ یہ کام ابتدا میں تو "دایا" کرتی ہے، پھر اس بچے کی نانی، دادی، والدہ یا کوئی دوسری قریبی ماہر رشتہ دار خاتون سرانجام دیتی ہے۔

تیل سرمہ کرتے وقت ناک زور سے اوپر کی طرف کھینچ کر دبائی جاتی ہے تاکہ لمبی ہو، پیشانی اور رخسار کو بھی خوب مالش کیا جاتا ہے۔

(ii) سر بٹھانا: سر گول کرنے اور سیدھا کرنے کے لئے سر کے نیچے اور پیچھے تختی رکھتی جاتی ہے اور بار بار اسے ٹھیک کر کے رکھا جاتا ہے، اسے سر بٹھانا کہتے ہیں۔

(iii) بندھن: بچے کو مالش کرنے کے بعد ایک لمبے کپڑے کے ساتھ اس کی ٹانگیں اور بازو باندھے جاتے ہیں، تاکہ اس کے اعضاء ٹیڑھے نہ ہوں اس کے بعد اسے سلایا جاتا ہے۔

(iv) ڈُکو، سُتی: بچہ کی پیدائش کے ابتدائی دنوں میں دیسی مکھن اس کے منہ میں تھوڑا کر کے ڈالا جاتا ہے، جسے ''ڈُکو'' کہتے ہیں اور الائچی، زعفران، مصری، نباط اور مکھن کو ملا کر ایک ''سُتی'' بنائی جاتی ہے، جو بچے کو چٹائی جاتی ہے، اس سے اس کا پیٹ ٹھیک رہتا ہے۔

تیل سرمہ کرتے وقت بچہ چیختا اور چلاتا رہتا ہے لیکن اس پر اس لئے رحم نہیں کیا جاتا، چونکہ اس کے اعضاء درست کرنے ہوتے ہیں نیز ٹیڑھے ہونے سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ بظاہر ان رسوم میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ان کے کرنے میں کوئی وہم اختیار نہ کیا جائے۔

### ۱۱۔ ڈاوَن کاٹنا

عام طور پر بچہ پیدائش کے اٹھارہ ماہ بعد میں چلنا شروع کرتا ہے، لیکن اس وقت اس کی ٹانگیں نہیں ٹکتیں، پھنستی رہتی ہیں اور دھکے کھا کھا کر گرتا رہتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ''ڈاوَن کاٹنے'' کی رسم ادا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ اس رسم کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "بچہ جب چلنا شروع کرتا ہے تو اس موقعہ پر کٹی بنا کر تقسیم کی جاتی ہے اور مٹھائی بھی رشتہ داروں میں تقسیم کی جاتی ہے، نیز روٹی کی ''بسریاں''

(مکھن اور گڑ سے بنی ہوئی روٹیاں) کسی تھال میں رکھ کر اس کے اوپر بچے کو کھڑا کر کے اس کے پاؤں میں دھاگے باندھ کر اس کا ماموں کسی چھرے سے وہ دھاگے کاٹتا ہے اور یہ تین مرتبہ کہتا ہے "ڈاوَن کاٹوں، جس پر بچے کی ماں کہے گی، کاٹو۔"(19)

یہ رسم صرف بیٹے کی ادا کی جاتی ہے، بیٹی کی نہیں۔ اس رسم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ ٹھیک طریقہ سے چلنا سیکھے اور اس کے لئے کوئی نحوست نہ ہو اور نہ ہی نظر لگ جائے، چنانچہ یہ رسم غیر شرعی ہے، اس کا جواز اسلامی تعلیمات میں کہیں نہیں ملتا، نیز جو چیز دین میں نئی ایجاد کی جائے، وہ بھی بدعت ہوتی ہے۔ یہ تو ہندوانہ رسم ہے، اس لئے اس رسم سے اجتناب کیا جائے اور اللہ پر توکل و بھروسہ کیا جائے۔

**۱۲۔ طُھر (ختنہ)**

سندھی زبان میں ختنہ کو "طُھر" کہتے ہیں اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی "پاکیزگی" کے ہیں، اب یہ لفظ بگڑ کر "طوھر" بھی بولا جانے لگا ہے۔ سندھی معاشرے میں "طُھر" کی بہت ساری رسومات ہیں، جن کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(i) بچے کا طُھر اس کی پیدائش سے چھٹے دن، چند روز گزرنے کے بعد یا پھر کسی قریبی رشتہ دار کی شادی کے موقعہ پر کیا جاتا ہے۔

(ii) بچے کے ختنہ کے اخراجات ننھال کو ہی بھگتنا پڑتے ہیں، اور یہ رسم اب بھی خاص طور پر دیہاتوں میں پختہ و مضبوط ہے، جس کی وجہ سے لوگ مجبور ہوتے ہیں۔

(iii) طُھر کے وقت بچے کو سرخ لنگی باندھی جاتی ہے۔

(iv) طُھر کرانے والے بچے کے ہاتھ کی کلائی میں "گانو" (موٹا دھاگہ) باندھا جاتا ہے۔

(v) طُھر والے دن بھائی کو بہن مہندی لگاتی ہے، اس پر اسے پیسے ملتے ہیں۔

(vi) طُھر شام کے وقت کو مناسب سمجھا جاتا ہے۔

(vii) بچے کو کپڑے پہنا کر ہاتھ میں چھری دی جاتی ہے تاکہ جن، دیو اور غائبات سے محفوظ رہے۔

(viii) طُھر کے بعد خاندان کی بڑی اور معزز خاتون مٹھائی تقسیم کرتی ہے۔

(ix) ڈُھر کے وقت لوگ بچے کے والدین کو نقد رقم دیتے ہیں جسے "گھور" کہتے ہیں اور یہ "نائی" کو دی جاتی ہے، نیز نائی کو بچے کے اترے ہوئے کپڑے بھی دیئے جاتے ہیں۔ "ڈُھر والے بچے کو کپڑے پہنا کر گانے، بجانے اور ڈھول کے ساتھ ڈُھر والی جگہ پر لے جاتے ہیں، پھر حجم (نائی) کے سامنے مٹی کے پکے ہوئے برتن جسے "پاٹ" کہتے ہیں اس پر بٹھایا جاتا ہے، پھر رشتہ دار اس کے پاؤں کے نیچے کچھ نقد رقم رکھتے ہیں، جو بعد میں نائی لے لیتا ہے، پھر بچے کے منہ میں مصری ڈالی جاتی ہے، اس کے بعد نائی بسم اللہ اور کلمہ پڑھ کر حضرت ابراہیمؑ کی منت کر کے ڈُھر کرتا ہے اور پھر سب کو مبارک دیتا ہے۔" (20)

آج کل ان رسوم کے ساتھ مزید رسوم بڑھائی گئی ہیں وہ یہ کہ ڈُھر کی رسم باقاعدہ ایک شادی کی طرح ادا کی جاتی ہے، لوگوں کو دعوت نامے چھپوا کر بلایا جاتا ہے، رقص، گانے بجانے اور ڈھول بجانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو لوگ دعوت میں آتے ہیں، ان سے باقاعدہ "مبارکی" کے طور پر نقد رقم لی جاتی ہے وغیرہ۔ اسلامی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یا اس کے بعد کسی نے ایسی رسوم اختیار نہیں کیں، لہٰذا بچے کے ختنہ کے وقت لوگوں کو دعوت نامے دے کر زبردستی بلانا، جمع کرنا، ننھیال سے زبردستی اخراجات وصول کرنا، ڈھول بجانے، گانے بجانے اور رقص کی محفل قائم کرنا، لوگوں سے ان کے پیسے لے کر کھانا کھلانا سب غیر شرعی ہیں۔ نیز بچے کا ختنہ بلوغت اور شعور سے پہلے ہی کرانا چاہیئے، کئی بچے بلوغت کے قریب ہوتے ہیں اور سارے لوگوں کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں، جو کہ انتہائی نامناسب ہے۔ اس لئے جو شخص ایسی رسم ادا کرنے کے لئے اتنا مجمع بلاتا ہے، تو ان سب کا گناہ اس پر بھی ہو گا۔

## حوالہ جات


1۔ بلوچ، خان، نبی بخش، ڈاکٹر، **رسمون رواج ءسوں سات**، سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۲۰۰۵، ص ۱۰

2۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، **اصلاح الرسوم**، دارالاشاعت کراچی، ص ۳۷

3۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۱۲

4۔ ایضاً ص ۱۷

5۔ القرآن: ۴۲ / ۴۹

6۔ القرآن: ۳۶ / ۵۸۔۵۹

7۔ سکھروی، عبدالرؤف، مفتی، **اصلاحی بیانات**، میمن اسلامک پبلیکیشنز کراچی، ص ۳۹

8۔ ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، **جامع ترمذی**، ابواب الاضحیہ ج ۱، ص ۱۸۳

9۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل، **صحیح البخاری**، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی، سن اشاعت ۱۹۶۱ء، کتاب العقیقہ ج ۲، ص ۸۲۱

10۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۲۱

11۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۲۶۲

12۔ **صحیح بخاری**، کتاب العقیقہ ج۔ ۲، ص ۸۲۱

13۔ **جامع ترمذی**، ابواب الاضاحی، ج۔ ۱، ص ۱۸۳

14۔ **بچوں کے لئے مسائل واحکام**، ۲۰۰۱، ص ۲۱

15۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۱

16۔ **صحیح بخاری**، کتاب الادب ج۔ ۲، ص ۹۱۴

17۔ **جامع ترمذی**، ابواب الاستیذان والآداب ج۔ ۲، ص ۱۰۷

18۔ ایضاً ص ۱۰۶

19۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۳۱

20۔ بلوچ، خان، **رسمون رواج ءسوں سات**، ص ۳۳